70443 ـ بيوى كو كہا: تيرے ساتھ زندگى بسر كرنا حرام ہے ... اور قاضى نے طلاق كا فيصلہ دے ديا

سوال

ميں نے قاضى كے سامنے اپنى بيوى كو درج ذيل عبارت كہى:
ميں تجھ سے اللہ كى پناہ ميں آتا ہوں.
اس نے قاضى كے سامنے اعتراض كيا تھا، اور ميں نے اسے يہ الفاظ كہے تو ميں غصہ ميں تھا اور ميں طلاق كا ارادہ نہيں ركھتا تھا اور نہ ہى ميرى نيت طلاق تھى، ليكن قاضى نے ميرى بات نہيں مانى اور طلاق كا فيصلہ كر ديا كہ يہ طلاق بائن كبرى ہے.
ميرے تو ہوش و حواس ہى اڑ گئے اور مجھے پتہ ہى نہ چلا كہ ميں كيا كروں، چنانچہ ميں نے موبائل كے ذريعہ بيوى اور سسرال والوں كو ميسج كيا جس ميں لكھا تھا: آپ كى بيٹى كو طلاق مبارك ہو.
كيا يہ صحيح ہے كہ طلاق بائن كبرى ہو چكى ہے يا نہيں ؟

پسنديده جواب

الحمد للہ:

جب خاوند اپنى بيوى كو اپنے ليے حرام كر لے يعنى وہ كہے: تم مجھ پر حرام ہو، تو كيا يہ ظہار ہوگا يا كہ طلاق يا اس ميں قسم كا كفارہ ؟

اس ميں فقہاء كرام كا بہت زيادہ اختلاف پايا جاتا ہے، قاضى عياض رحمہ اللہ نے اس مسئلہ ميں چودہ اقوال نقل كيے ہيں اور امام نووى رحمہ اللہ نے مسلم كى شرح ميں بھى نقل كيے ہيں.

ان ميں راجح قول يہى معلوم ہوتا ہے كہ اگر وہ اس سے ظہار كى نيت كرے تو يہ ظہار ہوگا، اور اگر طلاق كى نيت كرے تو طلاق ہوگى اور اگر قسم كى نيت ركھتا ہو تو يہ قسم كہلائيگى، اس ليے يہ اس كى نيت پر منحصر ہے جو نيت كريگا وہى معاملہ ہوگا، امام شافعى رحمہ اللہ كا مسلك يہى ہے، اور ايك روايت ميں امام احمد رحمہ اللہ سے يہى منقول ہے.

اور اگر وہ اس سے کچھ نیت نہ رکھے تو پھر اسے قسم کا کفارہ ادا کرنا ہوگا، امام ابو حنیفہ اور امام شافعی کا مسلك یہی ہے.

کفارہ واجب ہونے کی دلیل صحیح بخاری کی درج ذیل حدیث ہے:

ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما بیان کرتے ہیں کہ:

" جب مرد اپنی بیوی کو اپنے لیے حرام کر لے تو یہ قسم ہے وہ اس کا کفارہ ادا کریگا.

اور انہوں نے فرمایا: تمہارے لیے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم بہترین نمونہ ہیں "

صحیح بخاری حدیث نمبر (4911) صحیح مسلم حدیث نمبر (1473).

اس حدیث کی شرح میں امام نووی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" جب کوئی شخص اپنی بیوی کو " تم مجھ پر حرام ہو " کہے تو اس میں علماء کرام کا اختلاف پایا جاتا ہے امام شافعی رحمہ اللہ کا مسلك یہ ہے کہ اگر اس نے طلاق کی نیت کی تو طلاق ہوگی، اور اگر ظہار کی نیت کی تو ظہار ہوگا، اور اگر بعینہ بغیر طلاق اور ظہار کے حرام ہونے کی نیت کی تو اس پر نفس لفظ کے ساتھ قسم کا کفارہ لازم ہوگا، لیکن یہ قسم نہیں کہلائیگی.

اور اگر اس میں کچھ بھی نیت نہ کرے تو امام شافعی کے دو قول ہیں: ان میں زیادہ صحیح یہ ہے کہ اس پر قسم کا کفارہ لازم آئیگا، اور دوسری قول یہ ہے کہ: یہ لغو ہے اس میں کچھ نہیں اور اس کے نتیجہ میں کوئی حکم مرتب نہیں ہوگا، ہمارا یہی مذہب ہے.

اور قاضی عیاض رحمہ اللہ نے اس مسئلہ میں چودہ قول نقل کیے ہیں:

پہلا:

امام مالك رحمہ اللہ کے مسلك میں مشہور یہ ہے کہ اس سے تین طلاق واقع ہو جاتی ہیں، چاہے عورت سے دخول ہو چکا ہو یا نہ ہوا ہو، لیکن اگر اس نے تین طلاق سے کم کی نیت کی تو غیر مدخولہ عورت کے لیے خاص طور پر قبول کیا جائیگا، ان کا کہنا ہے: علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور زید اور حسن اور حکم کا بھی یہی مسلك ہے .....

الخ " انتہی

چنانچہ مالكيوں كا مسلك يہ ہے كہ: اس حرمت سے تين طلاق واقع ہو جائينگى، تو اس طرح بينونت كبرى واقع ہو جائيگى اور ظاہر يہى ہوتا ہے كہ قاضى نے اسى مذہب كى بنا پر حكم لگايا ہے، اور آپ كے خاوند كے قول: " آپ كے ساتھ زندگى بسر كرنا حرام ہے " كو اس حرمت ميں شامل كيا ہے جس ميں فقھاء كرام كا اختلاف پايا جاتا ہے.

مالكيہ نے بيان كيا ہے كہ جس شخص نے بھى زندگى بسر كرنا حرام قرار ديا اور اس سے اپنى بيوى كى نيت كى تو اس سے تين طلاق ہو جائينگى.

ديكھيں: حاشيۃ الدسوقى (2 / 382) اور فتح العلى المالك (2 / 34).

ہم نے اس مسئلہ ميں فقھاء كے اقوال ميں سے وہ قول پيش كيا ہے جو راجح معلوم ہوتا ہے، اور اس مسئلہ ميں نيت كى طرف اشارہ كرنا باقى ہے، اور اسى طرح قسم يا طلاق يا ظھار كى نيت ميں فرق بھى.

اس كے بارہ ميں شيخ ابن عثيمين رحمہ اللہ كہتے ہيں:

" اگر كوئى قائل يہ كہے كہ: ان تين امور (يعنى طلاق، ظھار اور قسم) ميں كيا فرق ہے ؟

تو ہم كہيں گے: ان ميں فرق يہ ہے كہ:

پہلى حالت: قسم ميں اس نے حرام كرنے كى نيت نہيں كى ليكن ممانعت كى ايك قسم كى نيت كى ہے، يا تو معلق يا پھر غير معلق، مثلا وہ كہے: اگر تم نے ايسے كيا تو تم مجھ پر حرا ہو، تو يہ معلق ہے، اس كا مقصد اپنے ليے بيوى كو حرام كرنا نہ تھا، بلكہ اس كا مقصد تو بيوى كو اس كام سے روكنا اور منع كرنا ہے.

اور اسى طرح يہ الفاظ: " تم مجھ پر حرام ہو " سے اس كا مقصد بيوى كور وكنا ہے، تو ہم يہ كہتے ہيں كہ: يہ قسم ہے كيونكہ اللہ سبحانہ و تعالى كا فرمان ہے:

اے نبى (صلى اللہ عليہ وسلم) آپ اس چيز كو اپنے ليے حرام كيوں كرتے ہيں جسے اللہ نے آپ كے ليے حلال كيا ہے، آپ اپنى بيويوں كى رضامندى حاصل كرنا چاہتے ہيں .....

پھر اس كے بعد اللہ سبحانہ و تعالى نے فرمايا:

یقینا اللہ سبحانہ و تعالی نے تمہارے لیے تمہاری قسموں کو کھولنا واجب کر دیا ہے .

اللہ کا فرمان: اللہ نے آپ کے لیے جو حلال کیا ہے.

اس میں ما اسم موصولہ ہے جو عموم کا فائدہ دیتا ہے اور یہ بیوی اور لونڈی اور کھانے پینے اور لباس وغیرہ سب کو شامل ہے، تو اس کا حکم قسم کا حکم ہے.

ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما بیان کرتے ہیں:

" جب کوئی شخص اپنی بیوی سے کہے: تم مجھ پر حرام ہو تو یہ قسم ہے وہ اس کا کفارہ ادا کریگا، اور اس کا اس آیت سے استدلال ظاہر ہے.

دوسری حالت:

اس سے خاوند طلاق کا ارادہ رکھتا ہو اور " تم مجھ پر حرام ہو " یعنی میں تجھے چھوڑنے والا ہوں، اور وہ اپنے ساتھ نہ رکھنا چاہتا ہو، اور وہ ان الفاظ کے ساتھ اسے چھوڑنے کا ارادہ کرے تو یہ طلاق کہلائیگی اس لیے کہ یہ علیحدگی کے لیے صحیح، اور پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

" اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے، اور ہر شخص کے لیے وہی ہے جو اس نے نیت کی "

تیسری حالت:

اس سے ظھار کا ارادہ کیا ہو، ظھار کا معنی یہ ہے کہ وہ بیوی اس پر حرام ہے، بعض اہل علم کا کہنا ہے کہ یہ ظھار نہیں کیونکہ اس میں ظھار کے الفاظ نہیں ہیں.

اور بعض علماء کہتے ہیں کہ یہ ظھار ہے؛ کیونکہ بیوی سے ظھار کرنے والے کے قول کا معنی یہی ہے " تم مجھ پر میری ماں کی پشت کی طرح ہو " اس کا معنی حرام کے علاوہ کچھ نہیں لیکن اس نے اسے حرمت کے سب سے اعلی درجہ سے مشابہت دی ہے اور وہ ماں کی پشت ہے، اس لیے کہ یہ اس پر سب سے زیادہ حرام ہے تو یہ ظھار کہلائیگا " انتہی

دیکھیں: الشرح الممتع (5 / 476).

ہم نے یہ تین حالات اس لیے ذکر کیے ہیں کیونکہ بعض لوگ کہتے ہیں: میرا مقصد طلاق نہ تھی، حالانکہ فی الواقع وہ اپنی بیوی کو چھوڑنا چاہتا ہے اور اسے اپنے ساتھ نہیں رکھنا چاہتا، اور طلاق کا بھی یہی مقصد ہے.

فقہی طور پر یہی ذکر کرنا ممکن ہوا ہے، پھر قضاء کے لیے سائل کی حالت اور اس کے الفاظ کو دیکھا جائیگا اورا س کے ساتھ اس پر قرائن کو بھی مدنظر رکھا جائیگا، اس طرح کے مسائل کے حکم میں فقہاء کرام نے اختلاف کیا ہے، سنت نبویہ میں اس کی کوئی نص نہیں ملتی جس سے نزاع ختم ہو سکے لہذا اس میں آخری حکم قاضی کا ہوگا.

اس لیے علماء کرام کا کہنا ہے: قاضی کا حکم جھگڑے کو ختم کر دیتا ہے "

لہذا آپ کے لیے قاضی کے فیصلہ پر عمل کرنا لازم ہے اور اس کی مخالفت کرنا جائز نہیں.

اور اگر آپ کو قاضی کے فیصلہ پر کوئی اعتراض ہے تو آپ عدالت سے رجوع کریں، اور اپنے موضوع میں نظر ثانی کرنے کی درخواست کریں.

واللہ اعلم .